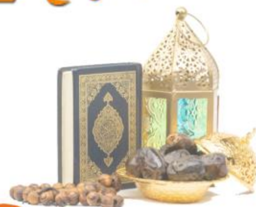
تربیتی بیان

السلسلة الذهبية 05

مختلف مواقع کے لیے مدلل، باحوالہ اور مستند بیانات کا انمول سلسلہ





موضوع

مقامِ قرآن بزبانِ قرآن

مفتی محمد شکیل

فاضل و متخصص فی الافتاء جامعہ مخزن العلوم عید گاہ خان پور

NIDA.E.QURAN
ندائے قرآن سنٹر

0306 7656903

مقامِ بزبانِ قرآن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن۔ اَمَّا بَعْد: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم ،بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓر كِتَٰبٌ أَنزَلۡنَٰهُ إِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ ٱلنَّاسَ مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذۡنِ رَبِّهِمۡ إِلَىٰ صِرَٰطِ ٱلۡعَزِيزِ ٱلۡحَمِيدِ ۝١ ابراهيم [1]

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ الْاَمِیْنُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

برادران اسلام! یہ ہماری سعادت بھی ہے اور خوش قسمتی بھی کہ ہم ختمِ قرآن کے با برکت موقع پر جمع ہیں۔

کہاں ہم اور کہاں یہ نکہتِ گل

نسیمِ صبح تیری مہربانی

موقع کی مناسبت سے آج ہم نے قرآن کریم کی عظمت و شان اور مقام و مرتبہ پر چند باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرنی ہیں۔

قرآنِ حکیم کے اصل مقام و مرتبہ کا علم تو صرف اُس شاہِ ارض و سماوات کو ہے جس کا یہ کلام ہے اور اس کی حقیقی قدر و قیمت سے آگاہ صرف وہ ذاتِ بابرکات ہے جس پر یہ نازل ہوا ﷺ قرآن مجید کی حقیقی قدر و منزلت اور واقعی مقام و مرتبہ کا ادراک عام انسانی ادراکات کی سطح سے اس قدر ماوراء ہے کہ فکر انسانی کی رہنمائی کے لیے خود قرآن نے ایک تمثیل کے ذریعے اس کا بس ایک تصور سا پیش کیا ہے:

لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ--[1]

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

[1] الحشر،21:59

" اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے پست اور پاش پاش ہو جاتا "۔

اس لیے جتنا بہتر طریقے سے قرآن کریم کی عظمت خود قرآن سے بیان ہو سکتی ہے، اس سے بہتر کسی اور طریقے سے نہیں ہو سکتی۔ آیئے! قرآن کریم سے ہی اس کا مقام و مرتبہ معلوم کرتے ہیں:

❁ قرآن سراپا برکت ہے

اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم کی عظمت میں ایک بات یہ فرمائی ہے کہ یہ کتاب بڑی برکتوں والی ہے۔

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ

"یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو ہم نے تم پر اتاری ہے۔

لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ۔[1]

"تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں، اور تاکہ عقل رکھنے والے نصیحت حاصل کریں"۔

دوسرے مقام پہ فرمایا:

وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔[2]

"اور (اسی طرح) یہ برکت والی کتاب ہے جو ہم نے نازل کی ہے۔ لہٰذا اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحمت ہو"۔

برکت کی تعریف اور اس کے مصداق

برکت، اللہ رب العزت کی طرف سے ایک غیر محسوس اور مادی اسباب سے ماورا نعمت

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 ص،29:38

2 الأنعام،155:6

اور خیر کا نام ہے اور جس چیز میں بھی یہ شامل ہو جاتی ہے، اس میں ایک غیر معمولی تاثیر آجاتی ہے۔[1]

چنانچہ جب اللہ کسی کی عمر میں برکت ڈال دیتا ہے تو وہ آدمی مختصر وقت میں زیادہ کام سر انجام دے لیتا ہے اور بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا ہے، اور جب کسی کے مال میں آجاتی ہے تو وہ ضائع ہونے سے بھی بچ جاتا ہے اور حرام اور فضولیات میں استعمال ہونے سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے اور جب کسی کی اولاد میں برکت آجاتی ہے تو وہ والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے اور جب میاں بیوی میں آجاتی ہے تو وہ ایک دوسرے کے لیے دل کی راحت اور سکون کا سبب اور ذریعہ بن جاتے ہیں۔

ماضی اور حال کا تقابل

آج کے زمانے کا تقابل ماضی کے ساتھ کیا جائے تو حیرت کا ایک جھٹکا لگتا ہے کہ دنیا کے اکثر لوگ رونا کیوں رو رہے ہیں؟ جب کہ اللہ تعالیٰ نے جو وسائل واسباب آج کے غریب کو دے رکھے ہیں وہ کل کے بادشاہوں کو بھی میسر نہ تھے۔ آج لوگوں پر خوشحالی کے جو دروازے کھلے ہیں، اس سے پہلے کبھی نہیں تھے، زمین نے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیے ہیں۔ اموال اور تجارتوں میں حد درجہ اضافہ ہو گیا ہے۔ نئی ایجادات نے کمانے کے ذرائع میں بہت بڑا اضافہ کر دیا ہے۔

لیکن ان تمامتر چیزوں کے باوجود غربت میں اضافہ ہوا ہے، سعادت مندی نے منہ

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

[1] البركة ثبوت الخير الإلهيّ في الشيء، سُمِّي بذلك؛ لثبوت الخير فيه ثبوتَ الماء في الْبِرْكَة، والمباركُ ما فيه ذلك الخير، وقال تعالى: {وَهَذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ} الآية [الأنبياء: 50]؛ تنبيهًا على ما يَفِيض منه من الخيرات الإلهية، ولما كان الخير الإلهيّ يَصْدُر من حيث لا يُحَسُّ، وعلى وجه لا يُحْصَى، قيل لكل ما يُشاهَد فيه زيادةٌ غير محسوسة: هو مبارَك، أو فيه بركةٌ... الكاشف عن حقائق السنن" 1035/3.

پھیرا ہے،دل کا سکون رخصت ہوا ہے اور دنیا کی اکثریت غربت، افلاس اور وقت کی کمی کا رونا رو رہی ہے۔لوگوں کو مستقبل کی فکر ہلکان کیے ہوئے ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ ایسا کیوں ہوا ہے، یہ پریشان کن صورتحال کیوں پیدا ہوئی ہے؟ اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی اولین ترجیحات(Frist Priority) دنیا کو دی ہے اور قرآن کریم سے یکسر منہ پھیر لیا۔

ہمارے پاس واٹس ایپ اور فیس بک کے لیے وقت ہے، لیکن قرآن کریم کی تلاوت اور اس کو سمجھنے کے لیے وقت نہیں ہے،بچوں کو اسکول بھیجنے کے لیے وقت بھی ہے اور پیسہ بھی مگر قرآن سکھانے کے لیے نہ وقت ہے اور نہ ہی پیسہ ہے۔اگر کئی بچے ہوں گے تو سب سے ذہین کو اسکول میں بھیجیں گے اور کمزور و نالائق کو قرآن کے لیے مکتب روانہ کریں گے۔اسکول والے بچے کا یونیفارم بھی ہو گا،اچھے جوتے بھی اور جیب خرچ بھی، مگر قرآن کے لیے مکتب جانے والے کے نہ کپڑے اچھے،نہ جوتے اچھے اور نہ ہی جیب خرچ۔مجھے بتائیے!یہ قرآن کریم سے غیر شعوری طور پر منہ پھیرنا نہیں ہے؟؟؟علامہ اقبال نے سچ کہا ہے کہ:

ے وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

یہ تو میں نے صرف چند ایک مثالیں پیش کی ہیں،اگر ہم اپنی زندگی کے شب و روز کا جائزہ لیں تو یہی نظر آئے گا کہ ہماری زندگیوں سے قرآن نکل چکا ہے،جس کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ناراض ہو کر برکت ہی اٹھالی ہے،اس کی دلیل سننی ہو تو وہ بھی سن لیجیے!اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا۔[1]

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 طه:124:20

"اور جو میری نصیحت (قرآن[1]) سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی"۔

اگر کوئی آدمی اپنی زندگی کے شب و روز میں برکت چاہتا ہے تو وہ قرآن کریم کو اپنی ترجیحات میں شامل کرے اور اس کے ساتھ جڑ جائے، قرآن کریم بابرکت ہے جو اس کے ساتھ جڑ جائے گا، اللہ اسے بھی بابرکت بنادیں گے۔

❋ قرآن سراپا نور ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّ كِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۔[2]

"تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی آئی ہے اور ایک ایسی کتاب جو حق کو واضح کر دینی والی ہے۔"[3]

دوسرے مقام پہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۔[4]

"یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تم پر نازل کیا ہے، تاکہ تم لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آؤ"۔

سامعین محترم! انسان جب قرآن کریم سے دور ہوتا ہے تو وہ مختلف اندھیروں کی لپیٹ میں آجاتا ہے، کبھی شکوک و شبہات کے اندھیرے میں تو کبھی خوف وہراس کے اندھیرے میں اور کبھی گناہ و معصیت کے اندھیرے میں بھٹک کر رہ جاتا ہے۔

-------------------حواشی اور حوالہ جات-------------------

1 {وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي}؛ أي: عن الكتاب الذاكر لي، والرسول الداعي إلي، والذكر يقع على القرآن وغيره من كتب الله تعالى {فَإِنَّ لَهُ} في هذه الدنيا {مَعِيشَةً ضَنْكًا}؛ أي: معيشةً ضيقةً، لما يكون فيه من القلق والحرص على الدنيا، والتهالك على ازديادها، والخوف من انتقاصها، فترى الشح غالبًا عليه، والبخل راسخاً في أعراقه-----تفسير حدائق الروح والريحان في روابي علوم القرآن، ج:17ص:458

2 المائدہ15:5

4 إبراهيم1:14

اس کا واحد حل قرآن کریم کی طرف لوٹنا اور اسے اوڑھنا بچھونا بنانا ہے۔ قرآن کریم کی وجہ سے اندھیروں کے بادل چھٹ جاتے ہیں اور انسان روشنی میں آ کھڑا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ۔[1]

”اللہ ایمان والوں کا رکھوالا ہے، وہ انھیں اندھیریوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے“۔

❁ قرآن کریم نہایت اونچے درجے کی کتاب

اللہ تعالیٰ نے سورۃ زخرف میں قرآن کریم کے دو بہت بڑے اوصاف بیان کیے ہیں، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ۔[2]

”اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے اونچے درجے کی حکمت سے بھری ہوئی کتاب ہے“۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآنِ کریم کی حکمت اور علو مرتبت کے بارے میں بہت بڑی گواہی ہے۔ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول: بلا شبہ یہ عظمتِ قرآن کا ایک پہلو ہے کہ یہ کتاب اپنے مقام و مرتبہ اور شرف و منزلت کے اعتبار سے نہایت بلند پایہ ہے، اس لیے کہ یہ تمام سابقہ آسمانی کتب پر غالب و برتر ہے، مزید اس وجہ سے بھی کہ روئے زمین پر بطورِ معجزہ بر قرار ہے۔[3]

❁ تمام کتب سماویہ کی جامع

قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانی کتابوں کا جامع بنایا ہے۔ اس

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

[1] البقرۃ،257:2

[2] الزخرف،4:43

[3] اَلْمُرَادُ كَوْنُهُ عَالِيًا عَلَى جَمِيعِ الْكُتُبِ بِسَبَبِ كَوْنِهِ مُعْجِزًا بَاقِيًا عَلَى وَجْهِ الدَّهْرِ---التفسیر الکبیر ج:27ص:617

بات کی تفصیل سے پہلے ایک بات سمجھ لیتے ہیں اور وہ یہ کہ قرآن کریم کی سورتوں کو متعدد حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

"سبع طوال"

اس سے مراد قرآن کریم کی وہ سات بڑی سورتیں ہیں کہ عموماً ان میں سے ہر ایک میں دو سو یا اس سے زائد آیتیں ہیں اور وہ سورتیں یہ ہیں : (1)سورۃ البقرہ۔ (2) سورۃ آل عمران۔ (3)سورۃ النساء۔(4)سورۃ المائدہ۔(5)سورۃ الانعام۔(6)سورۃ الاعراف۔(7)سورۃ الانفال اور توبہ[1]

"مِئِین"

اس سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد سو یا اس سے کچھ زائد ہے۔اور یہ سورہ یونس سے لے کر سورہ فاطر تک ہیں۔

"مثانی"

اس سے وہ سورتیں مراد ہیں جن کی آیات سو سے کم ہیں۔ اور ان میں واقعات وقصص اور نصیحتیں بار بار بیان کی گئی ہیں، یہ سورۂ یٰسین سے سورۂ ق تک ہیں۔[2]

"مفصل"

مفصل سورتوں میں "سورہ حجرات" سے لے کر سورۃ الناس تک کی تمام سورتیں شامل ہیں۔ مفصل سورتیں آیات کے اعتبار سے خواہ کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہوں، مضامین کے اعتبار سے مکمل ہیں، لہٰذا انھیں مفصل کہا گیا ہے۔

مفصل سورتوں کو مزید تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 البرھان فی علوم القرآن 244/1،والإتقان فی علوم القرآن 179/1.

2 البرھان فی علوم القرآن 245/1،والإتقان فی علوم القرآن 180،179/1

❶ طوال مفصل: سورۂ حجرات سے لیکر سورۃ البروج تک۔[1]

❷ اوساط مفصل: سورۃ الطارق سے سورۃ البینہ تک۔

❸ قصار مفصل: سورۃ الزلزال سے سورۃ الناس تک۔[2]

اب وہ بات سمجھیے جو ہم بیان کرنا چاہتے ہیں کہ : اللہ رب العزت نے قرآن کریم کو تمام آسمانی کتابوں کا جامع بنایا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

أُعْطِيتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ

"تورات کی جگہ مجھے "سبع طوال" سورتیں دی گئی ہیں"۔

وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الزَّبُورِ الْمَئِينَ،

"زبور کی جگہ "مئین" سورتیں دی گئی ہیں"۔

وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الْإِنْجِيلِ الْمَثَانِيَ،

"اور انجیل کی جگہ "سورہ فاتحہ" دی گئی ہے"۔

وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ۔[3]

"اور مفصل سورتیں (زائد دے کر) مجھے فضیلت عطا کی گئی ہے"

تو گویا قرآنِ کریم تورات، انجیل اور زبور سب کتابوں پر حاوی بھی ہے اور ان کا جامع بھی ہے۔

❁ قرآن اور حفاظتِ قرآن

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

1 رد المحتار 1 / 362، و کشاف القناع 1 / 342، والإنصاف 2 / 55، والدسوقی 1 / 247، مغنی المحتاج 1/163

2 الإتقان فی علوم القرآن 1/181

3 عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ الْهُذَلِيِّ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: أُعْطِيتُ مَكَانَ التَّوْرَاةِ السَّبْعَ، وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الزَّبُورِ الْمَئِينَ، وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الْإِنْجِيلِ الْمَثَانِيَ، وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ---مسند احمد، رقم الحدیث: 16981 السنن الصغیر للبیھقی، رقم الحدیث:

تحقیق الاسناد: قال الألبانی فیہ: إسنادہ صحیح.... صحیح الجامع الصغیر، الرقم: 1939

مقامِ بزبانِ قرآن

کوئی آسمانی کتاب ایسی نہیں جس کی حفاظت کی اللہ نے ذمہ داری لی ہو،یہی وجہ ہے کہ اب ان میں تحریف ہوگئی اور وہ اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں، مگر قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے، جسے اللہ نے آخری کتاب بھی بنایا اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی لی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۔[1]

”بیشک یہ ”ذِکر“ ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔“

یہ اللہ ہی کی حفاظت کا نتیجہ ہے کہ قرآن کریم اب تک اپنی اصلی شکل میں باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ -[2]

”جس میں باطل کی کوئی رسائی نہیں ہے نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے“۔

❁ قرآن کتاب ہدایت ہے

قرآن کریم کے نزول کا بنیادی اور اہم مقصد بھٹکے لوگوں کو ہدایت دیناہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ ۔[3]

”تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک روشن دلیل، ہدایت اور رحمت آگئی ہے۔“

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

----------------حواشی اور حوالہ جات----------------

[1] الحجر،9:15

[2] حم السجدۃ،42:41

[3] الانعام،157:6

وَإِنَّهُ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ۔ [1]

"اور بے شک یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے ایمان لانے والوں کے لیے"۔

یہ قرآن کریم کا معجزہ ہے کہ جو انسان بھی تعصب اور ہٹ دھرمی کی عینک اتار کر ہدایت کی نیت سے اسے پڑھتا یا سنتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہدایت کے راستے کھول دیتے ہیں۔ اس پر تاریخِ اسلام کے ابتدائی زمانے کی چند مثالیں آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

طُفیل بن عَمرو دَوسی رضی اللہ عنہما کو قرآن کا متاثر کرنا

واقعہ حضرت طُفیل بن عَمرو دَوسی رضی اللہ عنہما یمن کے مشہور قبیلے "دَوس" کے سردار اور رئیس تھے۔ فہم و فراست کے مالک اور اعلیٰ پائے کے شاعر تھے۔ آپ اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ شمعِ اسلام کے نور سے ابھی صرف مکّہ مکرمہ کی پہاڑیاں جگمگا رہی تھیں کہ ایک دن میں کسی کام سے مکّہ مکرمہ آیا تو مجھے دیکھتے ہی سرداران قریش میری طرف لپکے اور انہوں نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ میرا استقبال کیا اور مجھے بڑی عزت و تکریم سے نوازا۔ پھر ان کے بڑے بڑے سردار میرے گرد جمع ہو گئے اور مجھ سے کہنے لگے "طفیل! تم ہمارے شہر میں آئے ہو اور یہ شخص جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے، اس نے ہماری جماعت کو مُنتَشِر کر دیا ہے، اس کی گفتگو میں جادو جیسا اثر ہے جسے سننے کے بعد باپ بیٹے میں جدائی ہو جاتی ہے، بھائی بھائی سے دور ہو جاتا ہے، میاں بیوی ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں، جس مشکل سے ہم دوچار ہو چکے ہیں اُس سے اپنے آپ کو اور اپنی قوم کو بچاؤ، ان سے نہ کوئی بات کرنا اور نہ ان کی کوئی بات سننا۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کفّارِ مکّہ کی گفتگو سُن کر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ سننے کا پکا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ جب بھی حرمِ کعبہ جاتا تو اپنے کانوں میں روئی رکھ لیتا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز میرے کانوں میں داخل نہ ہونے پائے۔ ایک مرتبہ کعبہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ نبیِ

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 النمل، 77:27

کریم ﷺ نماز ادا کر رہے ہیں۔ میں قریب ہوا تو ان کی دل کش آواز میرے دل کو اپنی طرف مائل کرنے لگی، میرے نہ چاہنے کے باوجود اللہ رب العزت نے مجھے ان کا کچھ کلام سنا ہی دیا۔ اس وقت مجھے اندازہ ہوا کہ ان کا کلام تو واقعی بے حد حسین ہے، میں نے دل میں کہا: میں ذہین اور سمجھدار ہوں، کسی کے کلام کی خوبیاں اور خامیاں مجھ سے چھپی نہیں رہ سکتیں، میں کفّارِ قریش کی بات کیوں مانوں اور اس حسین و جمیل کا کلام کیوں نہ سنوں؟ اگر اچّھا ہوا تو قبول کرلوں گا ورنہ نظر انداز کر دوں گا۔ جب رسول ﷺ نماز سے فارغ ہو کر گھر جانے لگے تو میں بھی پیچھے پیچھے چلتا ہوا ان کے گھر تک پہنچ گیا اور عرض گزار ہوا: میں اپنے کانوں میں روئی ڈال کر حرمِ کعبہ میں داخل ہوا تھا تاکہ آپ کی آواز میرے کانوں میں نہ پڑے، مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کا کلام سنانے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ میں نے آپ سے انتہائی حسین اور پاکیزہ کلام سنا ہے۔ آپ وہی کلام مجھے پھر سنائیے اور بتائیے کہ آپ کس دین کی تعلیم ارشاد فرماتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی اور قرآن کریم کی تلاوت کی۔

فَلَا وَاللّٰهِ مَا سَمِعْتُ قَوْلًا قطُّ أحسنَ مِنْهُ، وَلَا أَمْرًا أعدلَ مِنْهُ۔

”اللہ کی قسم میں نے زندگی بھر نہ تو اس سے زیادہ خوب صورت بات سنی اور نہ ہی اس سے زیادہ عدل وانصاف کا کلام سنا“۔ چنانچہ میں نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

یہاں تک بس نہیں بلکہ اپنی قوم میں جاکر اسلام کی دعوت دینی شروع کی تو والد محترم کو بھی اسلام میں داخل کیا، اہلیہ بھی مسلمان ہو گئیں حتی کہ اپنی قوم کے 70 یا 80 گھرانوں کو لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور شرفِ صحابیّت سے فیض یاب کروایا۔[1]

حضرت ضماد ازدی رضی اللہ عنہ کو قرآن نے اپنا دیوانہ بنا دیا

حضرت ضماد ازدی رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں رسول اکرم ﷺ کے دوست تھے، مکہ آئے تو لوگوں نے بتایا کہ محمد ﷺ تو دیوانے ہو گئے ہیں۔ حضرت ضماد رضی اللہ عنہ جھاڑ پھونک کے ماہر

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

[1] السيرة النبوية لابن هشام ج:1 ص:383، قِصَّةُ إِسْلَامِ الطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ

تھے۔ اس ارادے سے رسول اکرم ﷺ کے پاس گئے کہ ان کا علاج کروں گا تا کہ وہ صحت مند ہو جائیں۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مدعا پیش کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے پہلے کلمہ شہادت ادا فرمایا، اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی اور اس کے بعد قرآن مجید کا کچھ حصہ تلاوت فرمایا۔

ضماد ازدی ﷺ کو یہ کلام پاک اتنا پسند آیا کہ انہوں نے دوبارہ پڑھنے کی درخواست کی۔ رسول اکرم ﷺ نے تین مرتبہ اعادہ فرمایا۔ ضماد ازدی ﷺ سننے کے بعد کہنے لگے ”میں نے ایسا کلام پہلے کبھی نہیں سنا، میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے، شاعروں اور ساحروں کا کلام بھی سنا ہے مگر یہ کلام تو سمندر کی اتھاہ گہرائی تک پہنچا ہوا ہے۔ لائیے! اپنا ہاتھ، میں بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے کلمہ پڑھا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔[1]

حضرت اسید رضی اللہ عنہ کے قرآن سے متاثر ہونے کا واقعہ

مدینہ منورہ میں دینِ اسلام کے اولین خوش نصیب مبلغ حضرت مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت مصعب بن عمیر مدینہ پہنچ کر حضرت اسعد بن زرارہ کے مکان پر فروکش ہو گئے اور گھر گھر پھر کر تعلیمِ قرآن اور اشاعتِ اسلام کی خدمت انجام دینے لگے۔ اس طرح رفتہ رفتہ جب کلمہ گو لوگوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی تو نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ان کو کبھی حضرت اسعد بن زرارہ کے مکان پر اور کبھی بنی ظفر کے ہاں جمع کیا کرتے۔ ایک روز مصعب بن

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ ضِمَادًا، قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ، وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ، فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، يَقُولُونَ: إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ، فَقَالَ: لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ هَذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللهَ يَشْفِيهِ عَلَى يَدَيَّ، قَالَ فَلَقِيَهُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرْقِي مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ، وَإِنَّ اللهَ يَشْفِي عَلَى يَدِي مَنْ شَاءَ، فَهَلْ لَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ» قَالَ: فَقَالَ: أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ، فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَالَ: فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ، وَقَوْلَ السَّحَرَةِ، وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ، فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ، وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوسَ الْبَحْرِ، قَالَ: فَقَالَ: هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَبَايَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَعَلَى قَوْمِكَ»، قَالَ: وَعَلَى قَوْمِي.... الصحيح لمسلم، رقم الحديث: 868، بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ

عمیر حسبِ معمول بنی ظفر کے ہاں چند مسلمانوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ قبیلہ بنی عبد الاشہل کے سردار سعد بن معاذ نے اپنے رفیق اسید بن حضیر سے کہا کہ اس داعیٔ اسلام کو اپنے محلہ سے نکال دو جو یہاں آکر ہمارے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اگر اسعد بن زرارہ سے مجھ کو رشتہ داری کا تعلق نہ ہوتا تو میں تم کو اس کی تکلیف نہ دیتا۔ یہ سن کر اسید بن حضیر نے نیزہ اٹھایا اور حضرت مصعب بن عمیر اور اسعد بن زرارہ کے پاس آکر ان کو خوب گالیاں دیں اور پھر انتہائی درشت لہجہ میں کہا:

”تمہیں یہاں آنے کی کیسے جرأت ہوئی؟ تم ہمارے کمزور اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کو گمراہ کرتے ہو؟ اگر تمہیں اپنی جانیں عزیز ہیں تو یہاں سے چلے جاؤ“۔

اس قدر ناروا اور درشت گفتگو کے باوجود حضرت مصعبؓ بن عمیر نے بڑی نرمی سے فرمایا:

”آپ تشریف تورکھیں اور ہماری بات سنیں۔ اگر کوئی بات معقول اور آپ کی مرضی کے مطابق ہو تو قبول کر لیجیے گا اور اگر ہماری بات آپ کو پسند نہ آئے تو ہم خود یہاں سے چلے جائیں گے“۔

اسید بن حضیر نے کہا: تم نے انصاف کی بات کی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا نیزہ زمین میں گاڑ دیا اور ان کی بات کو غور سے سننے لگے۔ حضرت مصعب بن عمیر نے اسلام کی دعوت دی اور قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کیں۔ اس کا سننا تھا کہ اسید بن حضیر کا دل نورِ ایمان سے چمک اٹھا اور بے تاب ہو کر کہنے لگے!

مَا أَحۡسَنَ هَذَا الۡكَلَامَ وَأَجۡمَلَهُ، كَيۡفَ تَصۡنَعُونَ إِذَا أَرَدۡتُمۡ أَنۡ تَدۡخُلُوا فِي هَذَا الدِّينِ؟

”کیسا اچھا مذہب ہے اور کیسی بہترین ہدایت ہے، اس مذہب میں داخل ہونے کا کیا طریقہ ہے؟“

حضرت مصعب ؓ نے فرمایا: غسل کیجیے، پاک صاف ہو جایئے، کپڑے بھی پاک صاف کر لیجیے اور اس کے بعد حق کی گواہی دیجیے اور نماز ادا کیجیے"۔

چنانچہ اسید کھڑے ہو گئے، غسل کیا، کپڑے پاک کیے، کلمہ توحید پڑھا اور اسلام میں داخل ہو گئے۔[1]

سامعین گرامی ! قرآن کریم زمانہ نزول سے لے کر اب تک پوری دنیا کے انسانوں کو مسلسل نورِ ہدایت سے منور کر رہا ہے، جس طرح یہ پہلے لوگوں کے لیے ہدایت تھا اسی طرح بعد کے لوگوں کے لیے بھی ہدایت ہے۔ قرآن مجید کے فیوض و برکات کے دریا بہہ رہے ہیں، ان میں آج تک کمی نہیں آئی اور نہ ہی قیامت تک آئے گی:

اب میں آپ کی خدمت میں چند مثالیں ماضی قریب کی پیش کرتا ہوں کہ قرآن کریم نے انہیں کیسے متاثر کیا اور وہ کفر و ضلالت کے گڑھوں سے نکل کر کیسے اس کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔

فرانسیسی ڈاکٹر کو ایک آیت نے ہی اپنا گرویدہ بنا لیا

ڈاکٹر غرینیہ فرانس میں پیدا ہوئے۔ یونیورسٹی سے دنیاوی تعلیم حاصل کی اور فرانسیسی پارلیمنٹ کے رکن بن گئے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے قبولِ اسلام کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں: "میری جوانی سمندری سفر میں گزری۔ سمندر کے نظاروں اور سفروں کا شوق ہی گویا میرا مقصدِ زندگی تھا۔ اس شوق کے علاوہ میرا دوسرا مشغلہ کتابوں کا مطالعہ تھا۔ یہی ذوق مجھے مطالعہ قرآن تک لے آیا۔ ایک روز میں قرآن مجید کی ورق گردانی کر رہا تھا کہ نظریں سورہ نور کی ایک آیت پر جم گئیں جس میں گمراہ شخص کی مثال سمندری نظارے کے حوالے سے بیان کی گئی تھی:

------------------حواشی اور حوالہ جات------------------

[1] السيرة النبوية لابن هشام ج:1ص:435،أَسْعَدُ بْنُ زُرَارَةَ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَإِسْلَامُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَأُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ

أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ۔[1]

(مشرک) کی مثال ایسی ہے جیسے کسی گہرے سمندر میں پھیلے ہوئے اندھیرے، کہ سمندر کو ایک موج نے ڈھانپ رکھا ہو، جس کے اوپر ایک اور موج ہو، اور اس کے اوپر بادل، غرض اوپر تلے اندھیرے ہی اندھیرے۔ اگر کوئی اپنا ہاتھ باہر نکالے تو اسے بھی نہ دیکھ پائے"۔

ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ آیت پڑھی تو میرا دل تمثیل کی عمدگی اور اندازِ بیان سے بے حد متاثر ہوا اور میں نے خیال کیا کہ اس کتاب کے مصنف (محمد ﷺ) ضرور ایسے شخص ہوں گے جن کے دن، رات میری طرح سمندروں میں گزرے ہوں گے، لیکن اس کے باجود مجھے حیرت اس بیان کے مختصر مگر جامع اور بلیغ الفاظ اور اسلوب پر تھی گویا بات کہنے والا خود رات کی تاریکی، بادلوں کے گہرے سائے اور موجوں کے طوفان میں ایک جہاز پر کھڑا ہے اور ڈوبتے شخص کی حالت دیکھ رہا ہے، تھوڑے ہی عرصہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ محمد عربی ﷺ امی شخص تھے اور انہوں نے زندگی بھر سمندری سفر نہیں کیا۔

اس انکشاف کے بعد میرا دل روشن ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ محمد ﷺ کی آواز نہیں بلکہ اس ہستی کی آواز ہے جس نے سمندروں سمیت کائنات کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ میں نے قرآن مجید کا دوبارہ مطالعہ شروع کیا۔ اب میرے سامنے مسلمان ہوئے بغیر کوئی چارہ نہ تھا، چنانچہ میں نے شرح صدر کے ساتھ کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ [2]

یوسف اسلام کو قرآن کے ذریعے ہدایت ملنے کا عجیب واقعہ

برطانیہ میں پیدا ہونے والے کیٹ سٹیونز جو اسلام قبول کرنے کے بعد یوسف اسلام کے نام سے معروف ہوئے، مشہور موسیقار اور پاپ سنگر تھے۔ قرآن مجید سے ان کا رابطہ اپنے

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

1 النور،40:24

2 اسلام زندہ باد، باب اول، اسلام کی شان ص:38، عبد المجید قریشی، منیجر سیرت بکڈپو، لاہور

بڑے بھائی ڈیوڈ کے ذریعہ ہوا جو مقامات مقدسہ کی غرض سے بیت المقدس گئے اور واپس آکر قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ خرید کر اپنے بھائی کو تحفہ کے طور پر دیا۔

یوسف اسلام کہتے ہیں ''میں نے قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا، جوں جوں آگے بڑھتا گیا مایوسی اور اداسی کا پردہ چاک ہوتا گیا۔ رفتہ رفتہ زندگی کا ایک واضح مفہوم میری سمجھ میں آنے لگا ، میں جس حقیقت کے حصول کے لیے بھٹک رہا تھا وہ قرآن مجید کے مطالعہ سے حاصل ہوگئی۔ شک کے سارے کانٹے ایک ایک کر کے نکلنے لگے ۔

مجھے قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی نظر آئے جن کی صرف ایک ہی تصویر قرآن مجید نے پیش کی ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول تھے، نہ خدا تھے، نہ خدا کے بیٹے۔ مجھے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی نظر آئے جنہوں نے اللہ کی خوشنودی کے لیے اپنے بیٹے کی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں کیا، میں ڈیڑھ سال تک قرآن مجید کو بار بار پڑھتا رہا۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ شاید میں اس قرآن کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور یہ قرآن میرے لیے نازل ہوا ہے۔

میں اب تک کسی مسلمان سے نہیں ملا تھا لیکن مجھے احساس ہونے لگا کہ مجھے یا تو جلد ہی مکمل طور پر ایمان لے آنا ہو گا یا موسیقی کے دھندے میں پھنسا رہنا ہو گا۔ یہ کشمکش کا وقت میرے لیے بڑا کٹھن تھا۔ آخر ایک روز کسی نے میرے سامنے لندن کی نئی مسجد کا ذکر کیا۔ یہ جمعہ کا دن تھا، میرے قدم خود بخود مسجد کی طرف اٹھنے لگے۔ نماز جمعہ کے بعد میں نے قبول اسلام کا اعلان کیا اور یوں مسلمانوں کی عظیم برداری سے میرا تعلق قائم ہو گیا۔[1]

سہل ہو گئیں ''میری ''منزلیں''اور'' ہوا کے رخ بھی بدل گئے
ترا ہاتھ ہاتھ میں آ گیا ''تو'' چراغ راہ کے جل گئے

قرآن کریم کے اور اس کی امتیازی خصوصیات

-----------------حواشی اور حوالہ جات-----------------

[1] ماہنامہ ''الحق'' اکوڑہ خٹک، نومبر 1982ء

مقامِ بزبانِ قرآن

قرآنِ کریم کو بعض وہ امتیازات حاصل ہیں جن میں اس کی ثانی کوئی دوسری آسمانی کتاب نہیں:

- ☆ اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے رکھی ہے۔
- ☆ یہ تمام کتبِ سماویہ کا جامع ہے۔
- ☆ یہ تمام آسمانی کتابوں میں سب سے افضل ہے۔
- ☆ جو فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) قرآن لے کر اترا، وہ سب فرشتوں سے افضل واعلیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحی کا امین ہے۔
- ☆ یہ تمام مخلوقات میں سے افضل ترین شخصیت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔
- ☆ یہ اُس امت کے لیے نازل ہوا جو تمام امتوں سے افضل ہے اور اسے لوگوں کی راہِ حق کی طرف رہبری کا فرض سونپا گیا ہے۔
- ☆ یہ اُس زبان میں نازل ہوا جو تمام زبانوں میں سے افضل، سب سے زیادہ رفیع، فصیح وبلیغ اور وسیع ہے، اور وہ عربی زبان ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن کے مقام، اس کی عظمت اور شان کو سمجھنے اور اپنے دل میں بٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ